

اس سے ٹکر لینا چاہے اسے تباہ و برباد کرنے والا اور جو اس کی مخالفت کرے اُسے رسوا و ذلیل کرنے والا اور جو اس سے دشمنی برتے اس پر غلبہ پانے والا ہے۔ جو اس پر بھروسا کرتا ہے وہ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس سے مانگتا ہے اُسے دے دیتا ہے اور جو اسے قرضہ دیتا ہے (یعنی اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے) وہ اسے ادا کرتا ہے۔ جو شکر کرتا ہے اُسے بدلہ دیتا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے نفسوں کو تولے جانے سے پہلے تول لو اور محاسبہ کئے جانے سے قبل خود اپنا محاسبہ کر لو۔ گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ جسے اپنے نفس کیلئے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ خود اپنے کو وعظ و پند کر لے اور برائیوں پر متنبہ کر دے تو پھر کسی اور کی بھی پند و توبیخ اس پر اثر نہیں کر سکتی۔

--☆☆--

خطبہ (۸۹)

یہ خطبہ ”اشباح“^۱ کے نام سے مشہور ہے اور امیر المؤمنین علیؑ کے بلند پایہ خطبوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسے ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا جس نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ: آپ خلاق عالم کے صفات کو اس طرح بیان فرمائیں کہ ایسا معلوم ہو جیسے ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت غضب ناک ہو گئے اور فرمایا:

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے کہ جو فیض و عطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا اور جود و عطا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں برا سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ فائدہ بخش نعمتوں اور

قَاهِرٌ مِّنْ عَازِرَةٍ، وَ مَدْمَرٌ مِّنْ شَاقَّةٍ،
وَ مُذِلٌّ مِّنْ نَّاوَاهٍ، وَ غَالِبٌ مِّنْ عَادَاةٍ.
مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ،
وَ مَنْ سَأَلَهُ أَعْطَاهُ،
وَ مَنْ أَقْرَضَهُ قَضَاهُ، وَ مَنْ شَكَرَهُ
جَزَاهُ.

عِبَادَ اللَّهِ! زِنُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ
تُؤْزَنُوا، وَ حَاسِبُوا هَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تُحَاسَبُوا،
وَ تَنْفَسُوا قَبْلَ ضَيْقِ الْخِنَاقِ،
وَ انْقَادُوا قَبْلَ عُنْفِ السِّيَاقِ، وَ اعْلَمُوا أَنَّ
مَنْ لَمْ يُعِنِ عَلَى نَفْسِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهُ
مِنْهَا وَاعِظٌ وَ زَاجِرٌ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا
زَاجِرٌ وَ لَا وَاعِظٌ.

-----☆☆-----

(۸۹) وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تُعْرَفُ بِـ «خُطْبَةِ الْأَشْبَاحِ» وَ هِيَ مِنْ
جَلَائِلِ خُطْبِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَتْ
سَأَلَهُ سَائِلٌ أَنْ يَصِفَ اللَّهُ حَتَّى
كَانَهُ يَرَاهُ عِيَانًا، فَغَضِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِذَلِكَ (وَ قَالَ):

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا يَفِرُّهُ الْمَنَعُ وَ
الْجُبُودُ، وَ لَا يُكْدِيهِ الْإِعْطَاءُ وَ الْجُودُ،
إِذْ كُلُّ مُعْطٍ مُنْتَقِصٌ سِوَاهُ،
وَ كُلُّ مَانِعٍ مَذْمُومٌ مَا خَلَاهُ،

عظیوں کی فراوانیوں اور روزیوں (کی تقسیم) سے ممنون احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے، اس نے سب کے رزق کا ذمہ لیا ہے اور سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ اس نے اپنے خواہش مندوں اور اپنی نعمت کے طلب گاروں کیلئے راہ کھول دی ہے۔ وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب و سوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔

وہ ایسا اول ہے جس کیلئے کوئی قبل ہے ہی نہیں کہ کوئی شے اس سے پہلے ہو سکے اور ایسا آخر ہے جس کیلئے کوئی بعد ہے ہی نہیں تاکہ کوئی چیز اس کے بعد فرض کی جاسکے۔ وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دور ہی سے) روک دینے والا ہے کہ وہ اسے پاسکیں یا اس کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ اس پر زمانہ کے مختلف دور نہیں گزرتے کہ اس کے حالات میں تغیر و تبدل پیدا ہو۔ وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اس کیلئے نقل و حرکت صحیح ہو سکے۔

اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سپیماں کھکھلا کر ہنستے ہوئے اُگل دیتی ہیں، بخش دے تو اس سے اس کے جو دوعطا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس کی دولت کا ذخیرہ اس سے ختم ہو سکتا ہے اور اس کے پاس پھر بھی انعام و اکرام کے اتنے ذخیرے موجود ہیں گے جنہیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ ایسا فیاض ہے جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور گروگڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار نخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

اے (اللہ کی صفوں کو) دریافت کرنے والے دیکھو! کہ جن صفوں کا تمہیں قرآن نے پتہ دیا ہے (ان میں) تم اس کی پیروی کرو

وَ هُوَ الْمَنَّانُ بِفَوَائِدِ النِّعَمِ،
وَ عَوَائِدِ الْمَزِيدِ وَ الْقِسْمِ،
عِيَالُهُ الْخَلَائِقُ، ضَمِنَ أَرْزَاقَهُمْ،
وَ قَدَّرَ أَقْوَاتَهُمْ، وَ نَهَجَ سَبِيلَ الرَّاعِبِينَ
إِلَيْهِ، وَ الظَّالِمِينَ مَا لَدَيْهِ، وَ لَيْسَ بِمَا سُئِلَ
بِأَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْئَلُ.

الْأَوَّلُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلُ فَيَكُونُ
شَيْءٌ قَبْلَهُ، وَ الْآخِرُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ بَعْدُ
فَيَكُونُ شَيْءٌ بَعْدَهُ، وَ الرَّادِعُ أَناسِيَّ
الْأَبْصَارِ عَنِ أَنْ تَنَالَهُ أَوْ تُدْرِكَهُ، مَا
اِخْتَلَفَ عَلَيْهِ دَهْرٌ فَيُخْتَلَفُ مِنْهُ الْحَالُ، وَ
لَا كَانَ فِي مَكَانٍ فَيَجُوزُ عَلَيْهِ الْإِنْتِقَالُ.

وَ لَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ مَعَادِنُ
الْجِبَالِ، وَ ضَحِكَتْ عَنْهُ أَصْدَانُ الْبِحَارِ،
مِنْ فِلِزِّ اللَّجَيْنِ وَ الْعُقَيَّانِ،
وَ نُثَارَةِ الدَّرِّ وَ حَصِيدِ الْمُرْجَانِ، مَا أَثَّرَ
ذَلِكَ فِي جُودِهِ، وَ لَا أَنْفَدَ سَعَةً مَا عِنْدَهُ، وَ
لَكَانَ عِنْدَهُ مِنْ دَخَائِرِ الْإِنْعَامِ مَا لَا
تُنْفِدُهُ مَطَالِبُ الْآنَامِ، لِأَنَّهُ الْجَوَادُ الَّذِي
لَا يَغِيضُهُ سُؤَالُ السَّائِلِينَ، وَ لَا يُبْخِلُهُ
إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ.

فَانظُرْ أَيُّهَا السَّائِلُ: فَمَا ذَلِكَ الْقُرْآنُ
عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ فَأَنْتُمْ بِهِ وَ اسْتَضِيءَ بِنُورِ

اور اسی کے نور ہدایت سے کسبِ ضیا کرتے رہو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب نہیں اور نہ سنتِ پیغمبرؐ و آئمہؓ ہدیٰ میں ان کا نام و نشان ہے اور صرف شیطان نے اس کے جاننے کی تمہیں زحمت دی ہے، اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو اور یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے۔

اور اس بات کو یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ وہی ہیں کہ جو غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی ساری چیزوں کا اجمالی طور پر اقرار کرتے (اور ان پر اعتقاد رکھتے) ہیں، اگرچہ ان کی تفسیر و تفصیل نہیں جانتے اور یہی اقرار انہیں غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں درانہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے۔ اور اللہ نے اس بات پر ان کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطہ علم سے باہر ہوتی ہے اس کی رسائی سے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کی حقیقت سے بحث کرنے کی تکلیف نہیں دی اس میں تعق و کاوش کے ترک ہی کا نام رسوخ رکھا ہے۔ لہذا بس اسی پر اکتفا کرو اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ، ورنہ تمہارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کیلئے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادھیڑ بن سے آزاد ہو کر اس کے قلم و مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کیلئے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذاتِ الہی کو جاننے کیلئے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حد بیان سے زیادہ دور تک چلی گئی ہوں تو اللہ اس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں،

هَدَايَتِهِ، وَ مَا كَلَّفَكَ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ مِمَّا لَيْسَ فِي الْكِتَابِ عَلَيْكَ فَرَضُهُ، وَلَا فِي سُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَ آيَةِ الْهُدَى آثَرُهُ، فَكُلِّ عَلَيْهِ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ مُنْتَهَى حَقِّ اللَّهِ عَلَيْكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ هُمُ الَّذِينَ اغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ السُّدَدِ الْمَضْرُوبَةِ دُونَ الْغُيُوبِ، الْإِقْرَارُ بِجُمْلَةٍ مَا جَهَلُوا تَفْسِيرَهَا مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوبِ، فَمَدَّحَ اللَّهُ اعْتِرَافَهُمْ بِالْعُجْزِ عَنِ تَنَاوُلِ مَا لَمْ يُحِيطُوا بِهِ عِلْمًا، وَ سَبَّحَهُمْ التَّعَمُّقُ فِيهَا لَمْ يُكَلِّفَهُمُ الْبَحْثَ عَنْ كُنْهِهِ رُسُوحًا، فَاقْتَصِرْ عَلَى ذَلِكَ، وَ لَا تَقْدِرْ عَظَمَةَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى قَدْرِ عَقْلِكَ فَتَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ.

هُوَ الْقَادِرُ الَّذِي إِذَا ارْتَمَتِ الْأَوْهَامُ لِتُنْدِرَكَ مُنْقَطِعَ قُدْرَتِهِ، وَ حَاوَلَ الْفِكْرُ الْمُبْدَأُ مِنْ خَطَرَاتِ الْوَسَاوِسِ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ فِي عَمِيقَاتِ غُيُوبِ مَكْرُوتِهِ، وَ تَوَلَّهَتْ الْقُلُوبُ إِلَيْهِ لِتَجْرِيَ فِي كَيْفِيَّةِ صِفَاتِهِ، وَ غَمَضَتْ مَدَاخِلَ الْعُقُولِ فِي حَيْثُ لَا تَبْلُغُهُ الصِّفَاتُ لِتَنَاوُلِ عِلْمِ ذَاتِهِ، رَدَعَهَا وَ هِيَ

ان سب کو (نا کامیوں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جب اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انہیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کا کھوج نہیں لگایا جاسکتا اور نہ فکر پیماؤں کے دلوں میں اس کی عزت کے تمکنت و جلال کا ذرا سا شائبہ آسکتا ہے۔

وہ وہی ہے کہ جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کہ کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چر بہ اُتارتا۔ اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطے سے کہ جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے ہیں اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رکنے تھمنے میں اس کے سہارے کی محتاج ہے، ہمیں وہ چیزیں دکھائی ہیں کہ جنہوں نے قہراً دلیل قائم ہو جانے کے دباؤ سے اس کی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور اس کی پیدا کردہ عجیب و غریب چیزوں میں اس کی صنعت کے نقش و نگار اور حکمت کے آثار نمایاں اور واضح ہیں۔ چنانچہ ہر مخلوق اس کی ایک حجت اور ایک برہان بن گئی ہے۔ چاہے وہ خاموش مخلوق ہو، مگر اللہ کی تدبیر و کارسازی کی ایک بولتی ہوئی دلیل ہے اور ہستی صالح کی طرف اس کی راہنمائی ثابت و برقرار ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری ہی مخلوق سے ان کے اعضاء کے الگ الگ ہونے اور تیری حکمت کی کارسازوں سے گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے ان کے جوڑوں کے سروں کے ملنے میں تشبیہ دی، اس نے اپنے چھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اس کے دل کو یہ یقین چھو بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی شریک

تَجُوبُ مَهَاوَى سُدْفِ الْعُيُوبِ، مُتَخَلِّصَةً
إِلَيْهِ . سُبْحَانَهُ . فَرَجَعَتْ إِذْ جُبِهَتْ،
مُعْتَرِفَةً بِأَنَّهُ لَا يُنَالُ بِجَوْرِ الْإِعْتِسَافِ كُنْهُ
مَعْرِفَتِهِ، وَ لَا تَخْطُرُ بِبَالِ أُولَى الرِّوِيَّاتِ
خَاطِرَةً مِّنْ تَقْدِيرِ جَلَالِ عِزَّتِهِ .

الَّذِي ابْتَدَعَ الْخُلُقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ
امْتَثَلَهُ، وَ لَا مِقْدَارٍ احْتَذَى عَلَيْهِ،
مِنْ خَالِقٍ مَّعْبُودٍ كَانَ قَبْلَهُ، وَ أَرَانَا مِنْ
مَلَكَوَتِ قُدْرَتِهِ، وَ عَجَائِبِ مَا
نَطَقَتْ بِهِ آثَارُ حِكْمَتِهِ، وَ اعْتِرَافِ
الْحَاجَةِ مِنَ الْخُلُقِ إِلَى أَنْ يُقَيِّمَهَا
بِسَاكِ قُوَّتِهِ، مَا دَلَّنَا بِاضْطِرَارٍ قِيَامِ
الْحُجَّةِ لَهُ عَلَى مَعْرِفَتِهِ، وَ ظَهَرَتْ فِي
الْبَدَائِعِ الَّتِي أَحَدَتْهَا آثَارُ صَنَعَتِهِ، وَ
أَعْلَامِ حِكْمَتِهِ، فَصَارَ كُلُّ مَا خَلَقَ
حُجَّةً لَهُ وَ دَلِيلًا عَلَيْهِ، وَ إِنْ كَانَ خُلُقًا
صَامِتًا، فَحُجَّتُهُ بِالتَّدْبِيرِ نَاطِقَةً، وَ دَلَالَتُهُ
عَلَى الْمُبْدِعِ قَائِمَةً .

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مَنْ شَبَّهَكَ بِتَبَائِنِ
أَعْضَاءِ خَلْقِكَ، وَ تَلَا حِمِّ حَقَاقِ
مَفَاصِلِهِمُ الْمُحْتَجِبَةِ لِتَدْبِيرِ حِكْمَتِكَ،
لَمْ يَعْقِدْ عَيْنَ صَمِيرِهِ عَلَى مَعْرِفَتِكَ،
وَ لَمْ يُبَاشِرْ قَلْبَهُ الْيَقِينِ بِأَنَّهُ لَا نِدَّ لَكَ،

نہیں۔ گویا اس نے بیروکاروں کا یہ قول نہیں سنا جو اپنے مقتداؤں سے بیزاری چاہتے ہوئے یہ کہیں گے کہ: ”خدا کی قسم! ہم تو قطعاً ایک کھلی ہوئی گمراہی میں تھے کہ جب ہم سارے جہاں کے پالنے والے کے برابر تمہیں ٹھہرایا کرتے تھے۔“

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفیتیں جڑ دیتے ہیں اور اپنے خیال میں اس طرح تیرے حصے بخرے کرتے ہیں جس طرح مجسم چیزوں کے جوڑ بند الگ الگ کئے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوچ بوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی کے برابر جانا اس نے تیرا ہمسر بنا ڈالا اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور ان حقائق کا جنہیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں منکر ہے۔ تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھر نہیں سکتا کہ ان کی سوچ بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کر لے اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری سمائی ہے کہ تو محمد و دہو کر ان کے فکری تصرفات کا پابند بن جائے۔

[اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے]

اس نے جو چیزیں پیدا کیں ان کا ایک اندازہ رکھا مضبوط و مستحکم اور ان کا انتظام کیا عمدہ و پاکیزہ اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ منزل منتہا تک پہنچنے میں کوتاہی کی۔ جب انہیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے سرتابی نہیں کی اور وہ ایسا کر ہی کیوں کر سکتی تھیں، جب کہ تمام امور اسی کی مشیت و ارادہ سے صادر ہوئے ہیں۔

وَ كَاذِبَةٌ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّوْا التَّابِعِيْنَ مِنْ
الْمُتَّبِعِيْنَ اِذْ يَقُوْلُوْنَ: ﴿تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا
لِنِفْيِ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍۙ اِذْ نُسُوْبِكُمْ
بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَۙ﴾.

كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِكَ، اِذْ شَبَّهُوْكَ
بِاصْنَٰمِهِمْ وَ نَحَلُوْكَ حَلِيَّةَ الْمَخْلُوْقِيْنَ
بِاَوْهَا مِهِمْ، وَ جَرَّوْكَ تَجْرِئَةَ
الْمُجَسَّٰتِ بِخَوَاطِرِهِمْ، وَ قَدَّرُوْكَ
عَلَى الْخَلْقَةِ الْمُخْتَلِفَةِ الْقُوَى،
بِقَرِّ اٰتِحِ عَقُوْلِهِمْ.

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مَنْ سَاوَاكَ بِشَيْءٍۙ فَمِنْ
خَلْقِكَ فَقَدْ عَدَلَ بِكَ، وَ الْعَادِلُ بِكَ كَافِرٌۙ
بِمَا تَنْزَلَتْ بِهٖ مُّحْكَمٰتُ اٰيٰتِكَ، وَ نَطَقَتْ
عَنْهُ شَوَاهِدٌ حُجِّجَ بِبَيِّنٰتِكَ، وَ اَنَّكَ اَنْتَ
اللّٰهُ الَّذِي لَمْ تَتَّكٰهَ فِي الْعُقُوْلِ، فَتَكُوْنَ فِي
مَهَبٍ فِكْرَهَا مُكَيِّفًا، وَ لَا فِي رَوِيّٰتِ
خَوَاطِرِهَا فَتَكُوْنَ مَحْدُوْدًا مُّصَرِّفًا.

[وَمِنْهَا]

قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَاَحْكَمَ تَقْدِيْرَهُ، وَ دَبَّرَهُ
فَاَلْطَفَ تَدْبِيْرَهُ، وَ وَجَّهَهُ لِوَجْهَتِهِ فَلَمْ
يَتَعَدَّ حُدُوْدَ مَنْزِلَتِهِ، وَ لَمْ يَقْصُرْ دُوْنَ
الْاِنْتِهَآءِ اِلَى غَايَتِهِ، وَ لَمْ يَسْتَضْعَبْ اِذْ اَمَرَ
بِالْمُضِيِّ عَلَى اِرَادَتِهِ، وَ كَيْفَ وَاِنَّمَا صَدَرَتْ
الْاُمُوْرُ عَنْ مَشِيئَتِهِ؟

وہ گونا گوں چیزوں کا موجد ہے بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کئے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر کسی تجربہ کے کہ جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو اور بغیر کسی شریک کے کہ جو ان عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اس کا معین و مددگار رہا ہو۔ چنانچہ مخلوق (بن بنا کر) مکمل ہو گئی اور اس نے اللہ کی اطاعت کے سامنے سر جھکا دیا اور (فوراً) اس کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بڑھی، نہ کسی دیر کرنے والے کی سی سست رفتاری دامن گیر ہوئی اور نہ کسی حیل حجت کرنے والے کی سی سستی اور ڈھیل حاصل ہوئی۔ اس نے ان چیزوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیا اور ان کی حدیں معین کر دیں اور اپنی قدرت سے ان متضاد چیزوں میں ہم رنگی و ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدلوں سے) جوڑ دیئے اور انہیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جدا جدا ہیں۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے کہ جس کی ساخت اس نے مضبوط کی ہے اور اپنے ارادے کے مطابق اسے بنایا اور ایجاد کیا۔

[اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے آسمان کے وصف میں]

اس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کئے اس کے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتب کر دیا اور اس کے دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا اور اس کے احکام کو لے کر اترنے والوں اور خلق کے اعمال کو لے کر چڑھنے والوں کیلئے اس کی بلندیوں کی دشوار گزاری کو آسان کر دیا۔ ابھی وہ آسمان دھوئیں ہی کی شکل میں تھے کہ اللہ نے انہیں پکارتو (فوراً) ان کے تسموں کے رشتے آپس میں متصل ہو گئے۔ اس نے ان کے بند دروازوں کو بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے سوراخوں پر ٹوٹے ہوئے تاروں

الْمُنْشِئُ أَصْنَافَ الْأَشْيَاءِ بِلَا رَوِيَّةٍ فِكْرٍ
 إِلَيْهَا، وَلَا قَرِيحَةَ غَرِيظَةٍ أَصَمَرَ عَلَيْهَا،
 وَلَا تَجْرِبَةَ أَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّهُورِ،
 وَلَا شَرِيكَ اعَانَهُ عَلَى ابْتِدَاعِ
 عَجَائِبِ الْأُمُورِ، فَتَمَّ خَلْقُهُ،
 وَ أَدْعَنَ لِبَطَاعَتِهِ، وَ أَجَابَ إِلَى دَعْوَتِهِ،
 وَ لَمْ يَعْتَرِضْ دُونَهُ رَيْثُ الْمُبْطِطِ،
 وَ لَا أَنَاةُ الْمُتَكَلِّفِ، فَأَقَامَ مِنَ الْأَشْيَاءِ
 أَوْدَهَا، وَ نَهَجَ حُدُودَهَا، وَ لَاءَمَ بِقُدْرَتِهِ
 بَيْنَ مُتَضَادِّهَا، وَ وَصَلَ أَسْبَابَ قَرَائِنِهَا، وَ
 فَرَّقَهَا أَجْنَاسًا مُخْتَلِفَاتٍ فِي الْحُدُودِ وَ
 الْأَقْدَارِ، وَ الْغَرَائِزِ وَ الْهَيْئَاتِ، بَدَائِيًا
 خَلَائِقَ أَحْكَمَ صُنْعَهَا، وَ قَطَرَهَا عَلَى
 مَا أَرَادَ وَ ابْتَدَعَهَا!.

[مِنْهَا: فِي صِفَةِ السَّمَاءِ]

وَ نَظَّمَ بِلَا تَعْلِيْقٍ رَهَوَاتٍ فُرَجَهَا، وَ
 لَاحَمَ صُدُوعَ الْفِرَاجِهَا، وَ وَشَّحَ بَيْنَهَا وَ
 بَيْنَ أَرْوَاجِهَا، وَ ذَلَّلَ لِبَهَايِطِينَ بِأَمْرِهَا، وَ
 الصَّاعِدِينَ بِأَعْمَالِ خَلْقِهَا، حُرُوقَةَ
 مِعْرَاجِهَا، وَ نَادَاهَا بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ،
 فَالْتَحَمَتْ عَرَى أَشْرَاجِهَا، وَ فَتَقَّ بَعْدَ
 الْإِزْتِمَاقِ صَوَامِتِ أَبْوَابِهَا، وَ أَقَامَ رَصْدًا
 مِّنَ الشُّهُبِ الثَّوَابِقِ عَلَى نِقَابِهَا، وَ

کے نگہبان کھڑے کر دیئے اور انہیں اپنے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر ادھر نہ ہو جائیں اور انہیں مامور کیا کہ وہ اس کے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے اپنے مرکز پر ٹھہرے رہیں۔ اس نے فلک کے سورج کو دن کی روشن نشانی اور چاند کو رات کی دھندلی نشانی قرار دیا ہے اور انہیں ان کی منزلوں پر چلایا ہے اور ان کی گزر رگا ہوں میں ان کی رفتار مقرر کر دی ہے، تاکہ ان کے ذریعہ سے شب و روز کی تمیز ہو سکے اور انہی کے اعتبار سے برسوں کی گنتی اور (دوسرے) حساب جانے جاسکیں۔

پھر یہ کہ اس نے آسمانی فضا میں اس فلک کو آویزاں کیا اور اس میں اسی کی آرائش کیلئے مئے مئے موتیوں ایسے تارے اور چراغوں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے آویزاں کئے اور چوری چھپے کان لگانے والوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے تیر چلائے اور ستاروں کو اپنے جبر و قہر سے ان کے ڈھرے پر لگایا کہ کوئی ثابت رہے اور کوئی سیارہ کبھی اُتار ہو اور کبھی اُبھار اور کسی میں نحوست ہو اور کسی میں سعادت۔

[اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے فرشتوں کے وصف میں]

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کیلئے فرشتوں کی عجیب و غریب مخلوق پیدا کی۔ ان سے آسمان کے وسیع راستوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا اور اس کی فضا کی وسعتوں کا کونا کونا چھلکا دیا اور ان وسیع اطراف کی پہنائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چاردیواریوں اور عظمت کے گہرے حجابوں اور بزرگی و جلال کے سراپردوں میں گونجتی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں تجلیات نور کی اتنی فراوانیاں ہیں کہ

أَمْسَكَهَا مِنْ أَنْ تَمُورَ فِي خَرْقِ الْهَوَاءِ
بِأَيْدِيهِ، وَ أَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ مُسْتَسْلِمَةً لِأَمْرِهِ،
وَ جَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا، وَ
قَمَرَهَا آيَةً مَبْحُوتَةً مِنْ لَيْلِهَا، وَ أَجْرَاهُمَا فِي
مَنَاقِلٍ مَجْرَاهُمَا، وَ قَدَّرَ سَيْرَهُمَا فِي مَدَارِجِ
دَرَجَاتِهِمَا، لِيُبَيِّنَ بَيْنَ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ بِهِمَا، وَ
لِيُعَلِّمَ عَدَدَ السِّنِينَ وَ الْحِسَابِ
بِمَقَادِيرِهِمَا.

ثُمَّ عَلَّقَ فِي جَوْهَا فَلَكَهَا، وَ نَاطَ بِهَا
زِينَتَهَا، مِنْ خَفِيَّاتِ دَرَارِيِّهَا وَ مَصَابِيحِ
كَوَاكِبِهَا، وَ رَمَى مُسْتَرِقِي السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ
شُهُبِهَا، وَ أَجْرَاهَا عَلَى إِذْلالِ تَسْخِيرِهَا مِنْ
ثَبَاتِ ثَابِتِهَا، وَ مَسِيرِ سَائِرِهَا، وَ هُبُوطِهَا وَ
صُعُودِهَا، وَ نُحُوسِهَا وَ سُعُودِهَا.

[وَمِنْهَا: فِي صِفَةِ الْمَلَائِكَةِ]

ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهُ لِإِسْكَانِ سَلْوَتِهِ، وَ
عِمَارَةِ الصَّفِيحِ الْأَعْلَى مِنْ مَلَائِكَتِهِ، خَلْقًا
بَدِيعًا مِنْ مَلَائِكَتِهِ، وَ مَلَأَ بِهِمْ فُرُوجَ
فِجَاجِهَا، وَ حَشَا بِهِمْ فَتُوقَ أَجْوَائِهَا، وَ
بَيْنَ فِجَواتِ تِلْكَ الْفُرُوجِ رَجُلٌ
الْمُسَبِّحِينَ مِنْهُمْ فِي حَقَائِرِ الْقُدْسِ، وَ
سُتْرَاتِ الْحُجُبِ، وَ سُرَادِقَاتِ الْمَجْدِ، وَ
وَرَاءَ ذَلِكَ الرَّجِيحِ الذِّمِّيِّ تَسْتَكُّ مِنْهُ

جو نگاہوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ ناکام و نامراد ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہری رہتی ہیں۔

اللہ نے ان (فرشتوں) کو جُدا جُدا صورتوں اور الگ الگ پیمانوں پر پیدا کیا ہے۔ وہ بال و پر رکھتے ہیں اور اس کے جلال و عزت کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مخلوق میں جو اس کی صنعتیں اُجاگر ہوئی ہیں انہیں اپنی طرف نسبت نہیں دیتے اور نہ یہ اِدعا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی شے کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جس کے پیدا کرنے میں وہ منفرد دیکھتا ہے، ”بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں۔“

اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانتدار اور اپنے اوامر و نواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا ہے اور شک و شبہات کے خدشوں سے انہیں محفوظ رکھا ہے۔ تو ان میں سے کوئی بھی اس کی رضا جوئی کی راہ سے کترانے والا نہیں اور اس نے اپنی توفیق و اعانت سے ان کی دستگیری کی اور خضوع و خشوع کی عجز و شستگی سے ان کے دلوں کو ڈھانپ دیا ہے اور تسبیح و تقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کیلئے کھول دیئے ہیں اور اپنی توحید کے نشانوں پر ان کیلئے روشن مینار نصب کئے ہیں۔

نہ گناہوں کی گراںباریوں نے انہیں دبا رکھا ہے، نہ شب و روز کی گردشوں نے ان پر (سواری کیلئے) پالان ڈالے ہیں اور نہ شکوک و شبہات نے ان کے ایمان کے استحکام پر تیر چلائے ہیں اور نہ ان کے یقین کی پہنچوں پر (اوہام و) ظنون نے دھاوا بولا ہے اور نہ ان کے درمیان کبھی کینہ و حسد کی چنگاریاں بھڑکی ہیں اور نہ حیرانی و سراسیمگی

الْأَسْبَاحُ سُبْحَاتُ نُورٍ تَرْدَعُ الْأَبْصَارَ عَنْ بُلُوغِهَا، فَتَقِفُ خَاسِئَةً عَلَى حُدُودِهَا.

أَنْشَأَهُمْ عَلَى صُورٍ مُّخْتَلِفَاتٍ، وَ أَقْدَارٍ مُّتَّفَاوِتَاتٍ، ﴿أُولَئِكَ أَجْنَحَةٌ﴾ تَسْبِيحُ جَلَالِ عِزَّتِهِ، لَا يَنْتَحِلُونَ مَا ظَهَرَ فِي الْخَلْقِ مِنْ صُنْعِهِ، وَ لَا يَدَّعُونَ أَنَّهُمْ يَخْلُقُونَ شَيْئًا مَّعَهُ مِمَّا أَنْفَرَدَ بِهِ، ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿﴾.

جَعَلَهُمْ فِينَا هُنَالِكَ أَهْلَ الْأَمَانَةِ عَلَى وَحْيِهِ، وَ حَبَّأَهُمْ إِلَى الْمُرْسَلِينَ وَ ذَائِعِ أَمْرِهِ وَ نَهْيِهِ، وَ عَصَصَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ، فَمَا مِنْهُمْ زَائِعٌ عَنْ سَبِيلِ مَرْضَاتِهِ، وَ أَمَدَّهُمْ بِغَوَائِدِ الْمَعُونَةِ، وَ أَشْعَرَ قُلُوبَهُمْ تَوَاضِعِ إِخْبَاتِ السَّكِينَةِ، وَ فَتَحَ لَهُمْ أَبْوَابًا دُلَالًا إِلَى تَمَاجِيدِهِ، وَ نَصَبَ لَهُمْ مَنَارًا وَاضِحَةً عَلَى أَعْلَامِ تَوْحِيدِهِ،

لَمْ تُثْقِلْهُمْ مُوَصِرَاتُ الْأَقَامِ، وَ لَمْ تَزْتَجِلْهُمْ عَقَبُ اللَّيَالِيِ وَ الْأَيَّامِ، وَ لَمْ تَزْمِرِ الشُّكُوكَ بِنَوَازِعِهَا عَزِيمَةَ إِبْتِنَانِهِمْ، وَ لَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُونُ عَلَى مَعَاقِدِ يَقِينِهِمْ، وَ لَا قَدَحَتْ قَادِحَةَ الْإِحْنِ فِينَا بَيْنَهُمْ، وَ لَا سَلَبَتْهُمْ الْحَيْرَةَ مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهِ

ان کے دلوں میں سرایت کی ہوئی معرفت اور ان کے سینے کی تہوں میں جمی ہوئی عظمت خداوندی و ہیبت جلال الہی کو چھین سکی ہے، نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آرتیز کیا ہے کہ ان کے فکروں کو زنگ و تکرر سے آلودہ کر دیں۔

ان میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں اور اونچے پہاڑوں کی بلندیوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی صورتوں میں ہیں اور ان میں کچھ وہ ہیں جن کے قدم تحت الشریٰ کی حدوں کو چیر کر نکل گئے ہیں تو وہ سفید جھنڈوں کے مانند ہیں جو فضا کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں اور ان پھر یروں کے آخری سرے تک ایک ہلکی ہوا چل رہی ہے جو انہیں روکے ہوئے ہے۔

ان فرشتوں کو عبادت کی مشغولیوں نے ہر چیز سے بے فکر بنا دیا اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کیلئے اللہ کی معرفت کا وسیلہ بن گئے ہیں اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر اسی سے ان کی لولگا دی ہے۔ اللہ کی طرف کی نعمتوں کے سوا کسی غیر کے عطا و انعام کی انہیں خواہش ہی نہیں ہوتی۔

انہوں نے معرفت کے شیریں مزے چکھے ہیں اور اس کی محبت کے سیراب کرنے والے جام سے سرشار ہیں اور ان کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے، تو انہوں نے لمبی چوڑی عبادتوں سے اپنی سیدھی کمریں ٹیڑھی کر لی ہیں اور ہمہ وقت اسی کی طلب میں لگے رہنے کے باوجود ان کے تضرع و عاجزی کے ذخیرے ختم نہیں ہوتے اور قرب الہی کی بلندیوں کے باوجود خوف و خشوع کے پھندے ان کے (گلے) سے نہیں اترتے۔

بِضَمَائِرِهِمْ، وَ مَا سَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهِ
وَ هَيْبَةِ جَلَالَتِهِ فِي آثْنَاءِ صُدُورِهِمْ، وَ لَمْ
تَظْطَعْ فِيهِمُ الْوَسَاوِسُ فَتَقْتَرِعَ بِرَيْنِهَا عَلَي
فِكْرِهِمْ.

مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلْحِ، وَ
فِي عَظَمِ الْجِبَالِ الشُّسْحِ، وَ فِي قَتْرَةِ الظَّلَامِ
الْأَيْهِمْ، وَ مِنْهُمْ مَنْ قَدْ خَرَقَتْ أَقْدَامُهُمْ
تُخُومَ الْأَرْضِ السُّفْلَى، فَهِيَ كَرَايَاتٍ بَيْضِ
قَدْ نَفَذَتْ فِي مَخَارِقِ الْهَوَاءِ، وَ تَحْتَهَا رِيحٌ
هَفَافَةٌ تَحْسِبُهَا عَلَى حَيْثُ انْتَهَتْ مِنَ
الْحُدُودِ الْمُتَنَاهِيَةِ.

قَدْ اسْتَفْرَعَتْهُمْ أَشْغَالُ عِبَادَتِهِ، وَ
وَصَلَتْ حَقَائِقُ الْإِيْمَانِ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ
مَعْرِفَتِهِ، وَ قَطَعَهُمُ الْإِيْقَانُ بِهٖ إِلَى الْوَلَهٗ
إِيْهِ، وَ لَمْ تُجَاوِزْ رَغْبَاتُهُمْ مَا عِنْدَهُ إِلَى مَا
عِنْدَ غَيْرِهِ.

قَدْ ذَاقُوا حَلَاوَةَ مَعْرِفَتِهِ، وَ شَرِبُوا
بِالْكَاسِ الرَّوِيَّةِ مِنْ مَحَبَّتِهِ، وَ تَمَكَّنَتْ مِنْ
سُوَيْدِ آءِ قُلُوبِهِمْ وَ شَيْبَةَ خَيْفَتِهِ، فَحَنُوا
بِطُولِ الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُورِهِمْ، وَ لَمْ
يُنْفِدْ طَوْلُ الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ، وَ
لَا أَطْلَقَ عَنْهُمْ عَظِيمُ الزُّلْفَةِ رَبَّقِ
حُشُوعِهِمْ.

نہ ان میں کبھی خود پسندی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے گزشتہ اعمال کو زیادہ خیال کرنے لگیں اور نہ جلال پروردگار کے سامنے ان کے عجز و انکسار نے یہ موقع آنے دیا ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں۔ ان میں مسلسل تعب اٹھانے کے باوجود بھی سستی نہیں آنے پاتی اور نہ ان کی طلب و رغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہو جائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ دوسرے اشغال کی وجہ سے تضرع و زاری کی آوازوں کو دھیمہ کر لیں اور نہ عبادت کی صفوں میں ان کے شانے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں اور نہ وہ آرام و راحت کی خاطر اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کر کے اپنی گردنوں کو ادھر سے ادھر کرتے ہیں، نہ ان کی کوششوں کے عزم پر غفلت کی نادانیاں حملہ آور ہوتی ہیں، اور نہ ان کی (بلند) ہمتوں میں فریب دینے والے وسوسوں کا گزر ہوتا ہے۔

انہوں نے احتیاج کے دن کیلئے صاحب عرش کو اپنا ذخیرہ بنا رکھا ہے اور جب دوسرے لوگ مخلوقات کی طرف اپنی خواہشوں کو لے کر بڑھتے ہیں تو یہ بس اسی سے لو لگاتے ہیں۔ وہ اس کی عبادت کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے۔ انہیں عبادت کا والہانہ شوق (کسی اور طرف لے جانے کے بجائے) ان کی قلبی امید و بیم کے ان ہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے جن کے سوتے کبھی موقوف نہیں ہوتے۔ خوف کھانے کے وجوہ ختم نہیں ہوئے کہ وہ اپنی کوششوں میں سستی کریں اور نہ دنیا کے طمعوں نے انہیں جکڑ رکھا ہے کہ وہ دنیا کیلئے وقتی کوششوں کو اپنی اس جدوجہد پر ترجیح دیں اور نہ انہوں نے اپنے سابقہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہے اور اگر بڑا سمجھتے تو پھر امیدیں خوف خدا کے اندیشوں کو ان کے

وَلَمْ يَتَوَلَّهُمْ إِلَّا عَجَابٌ فَيَسْتَكْثِرُوا مَا سَلَفَ مِنْهُمْ، وَلَا تَرَكْتُ لَهُمْ اسْتِكَانَةَ الْإِجْلَالِ نَصِيبًا فِي تَعْظِيمِ حَسَنَاتِهِمْ، وَلَا لَمْ تَجْرِ الْفِتْرَاتُ فِيهِمْ عَلَى طُولِ دُؤُوبِهِمْ، وَلَا لَمْ تَغْضُ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوا عَنْ رَجَاءِ رَبِّهِمْ، وَلَا لَمْ تَجِفَّ لَطُولِ الْمُنَاجَاةِ أَسْلَاتِ أَلْسِنَتِهِمْ، وَلَا مَلَكَتُهُمُ الْأَشْغَالُ فَتَنْقَطِعَ بِهِمْ الْجُؤَارِ إِلَيْهِ أَصْوَاتُهُمْ، وَلَا لَمْ تَخْتَلِفْ فِي مَقَاوِمِ الطَّاعَةِ مَنَّاكِبُهُمْ، وَلَا لَمْ يَثْنُوا إِلَى رَاحَةِ التَّقْصِيرِ فِي أَمْرِهِ رِقَابَهُمْ، وَلَا لَا تَعْدُوا عَلَى عَزِيمَةِ جِدِّهِمْ بِلَادَةَ الْغَفَلَاتِ، وَلَا تَنْتَضِلْ فِي هِسْبِهِمْ خَدَّائِعِ الشَّهَوَاتِ.

قَدِ اتَّخَذُوا ذَا الْعَرْشِ ذَخِيرَةً لِيَوْمِ فَاقَتِهِمْ، وَيَسْبُوهُ عِنْدَ انْقِطَاعِ الْخَلْقِ إِلَى الْمَخْلُوقِينَ بِرَغْبَتِهِمْ، لَا يَقْطَعُونَ أَمَدَ غَايَةِ عِبَادَتِهِ، وَلَا لَا يَرْجِعُ بِهِمُ الْإِسْتِهْتَارُ بِلُزُومِ طَاعَتِهِ، إِلَّا إِلَى مَوَادِّ مِنْ قُلُوبِهِمْ غَيْرِ مُنْقَطِعَةٍ مِّنْ رَّجَائِهِ وَمَخَافَتِهِ، لَمْ تَنْقَطِعْ أَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَيَبْنُوا فِي جِدِّهِمْ، وَلَا لَمْ تَأْسِرْهُمْ الْأَطْمَاعُ فَيُؤَثِّرُوا وَشِينِكَ السَّعْيِ عَلَى اجْتِهَادِهِمْ. وَلَا لَمْ يَسْتَعْظَمُوا مَا مَضَى مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَا لَوْ

صفحہ دل) سے مٹا دیتیں اور نہ شیطان کے ورغلانے سے ان میں باہم اپنے پروردگار کے متعلق کبھی کوئی اختلاف پیدا ہوا اور نہ ایک دوسرے سے کٹنے (اور بگاڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے پراگندہ و متفرق ہوئے اور نہ آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے ان کے دلوں میں کینہ و بغض پیدا ہوا اور نہ شک و شبہات میں پڑنے کی وجہ سے تتر بتر ہوئے اور نہ پست ہمتیوں نے ان پر کبھی قبضہ کیا۔

وہ ایمان کے پابند ہیں، انہیں اس کے بندھنوں سے کچی، روگردانی سستی یا کاہلی نے کبھی نہیں چھڑایا۔ سطح آسمان پر کھال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی سجدہ کرنے والا فرشتہ یا تیزی سے تگ و دو کرنے والا ملک نہ ہو، پروردگار کی اطاعت کے بڑھنے سے ان کے علم میں زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں اس کی عزت کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

[اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے جس میں زمین اور اس کے پانی پر بچھائے

جانے کی کیفیت بیان فرمائی ہے]

(اللہ نے) زمین کو تہ و بالا ہونے والی مہیب لہروں اور بھر پور سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں کے اوپر پانا، جہاں موجیں موجوں سے ٹکرا کر تھپڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو دھکیل کر گونج اٹھتی تھیں اور اس طرح پھین دے رہی تھیں جس طرح مستی و ہیجان کے عالم میں نر اونٹ۔ چنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے فرو ہو گئیں اور جب اس نے اپنا سینہ اس پریٹک کرا سے روندنا تو سارا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا اور جب اپنے شانے ٹکا کرا اس پر لوٹی تو وہ ذلتوں اور خوار یوں کے ساتھ رام ہو گیا۔ کہاں تو اس کی موجیں دندنا رہی تھیں کہ اب عاجز و بے بس ہو کر تھم گیا اور ذلت کی لگاموں

اسْتَعْظَمُوا ذَلِكَ لَنْسَخَ الرَّجَاءِ مِنْهُمْ شَفَقَاتٍ وَجَلْهَمٌ، وَ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي رَبِّهِمْ بِاسْتِحْوَاذِ الشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَ لَمْ يُفَرِّقْهُمْ سُوءُ التَّقَاتِحِ، وَ لَا تَوْلَاهُمْ غُلُّ التَّحَاسُدِ، وَ لَا تَشَعَّبَتْهُمْ مَصَارِفُ الرِّيبِ، وَ لَا اقْتَسَبَتْهُمْ اَخْيَافُ الِهِمَمِ.

فَهُمْ اُسْرَاءُ اِيْمَانٍ لَمْ يَفْكَهُمْ مِنْ رَبِّقَتِهِ زَيْعٌ وَ لَا عُدُوٌّ وَ لَا وِيٌّ وَ لَا فِتْوَرٌ، وَ لَيْسَ فِيْ اَطْبَاقِ السَّمَاءِ مَوْضِعٌ اِهَابٍ اِلَّا وَ عَلَيْهِ مَلِكٌ سَاجِدٌ، اَوْ سَاعٍ حَافِدٌ، يَبْزُدَاوُنَ عَلٰى طَوْلِ الطَّاعَةِ بِرَبِّهِمْ عِلْمًا، وَ تَرْدَاوُنَ عَزَّةً رَبِّهِمْ فِيْ قُلُوْبِهِمْ عِظْمًا.

اَوْ مِنْهَا: فِيْ صِفَةِ الْاَرْضِ وَ دَحْوِهَا

عَلَى الْمَاءِ]

كَبَسَ الْاَرْضَ عَلَى مَوْرِ اَمْوَاجٍ مُسْتَفْجَلَةٍ، وَ لَجَجَ بِحَارٍ زَاخِرَةٍ، تَلْتَطِمُ اَوَاذِيْ اَمْوَاجِهَا، وَ تَصْطَفِقُ مُتَقَادِفَاتٍ اَثْبَاجِهَا، وَ تَرْعُوْ زَبْدًا كَالْفُحُوْلِ عِنْدَ هِيَاجِهَا، فَخَضَعَ جِمَاحُ الْمَاءِ الْمِتْلَاطِمِ لِثَقْلِ حَمْلِهَا، وَ سَكَنَ هَيْجُ اَزْتِمَائِهِ اِذْ وَطِنَتْهُ بِكُلْكِبِهَا، وَ ذَلَّ مُسْتَحْذِيًّا اِذْ تَبَعَكَتْ عَلَيْهِ بِكَوَاهِلِهَا، فَاصْبَحَ بَعْدَ اصْطِحَابِ اَمْوَاجِهَا، سَاجِيًّا مَقْفُوْرًا،

میں اسیر ہو کر مطیع ہو گیا اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سر بلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کو دینے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا اور جست و خیز کی سر مستیاں دکھا کر ختم گیا۔

جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہوا اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا تو (اللہ نے) اس کی ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے جنہیں دور و دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔ چنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہ میں گھس جانے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے اس کی تھر تھراہٹ جاتی رہی۔

اور اللہ نے زمین سے لے کر فضاے بسط تک پھیلاؤ اور وسعت رکھی اور اس میں رہنے والوں کو سانس لینے کو ہوا مہیا کی اور اس میں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ ٹھہرایا۔

پھر اس نے چٹیل زمینوں کو کہ جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا ہے اور نہ نہروں کے نالے وہاں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں، یونہی نہیں رہنے دیا، بلکہ ان کیلئے ہوا پر اٹھنے والی گھاٹیں پیدا

وَ فِي حَكْمَةِ الدِّلِّ مُنْقَادًا أَسِيرًا،
وَ سَكَنتِ الأَرْضُ مَدْحُوَّةً فِي لُجَّةِ تَيَّارِهِ،
وَ رَدَّتْ مِنْ نُخُوَّةِ بَأْوِهِ وَ اعْتِلَائِهِ،
وَ شُمُوحِ أُنْفِهِ وَ سُمُوعِ غُلُوِّهِ، وَ كَعَمْتِهِ عَلَى
كَظَّةِ جَزَيْتِهِ، فَهَمَدَ بَعْدَ نَزَقَاتِهِ، وَ لَبَدَ
بَعْدَ زَيْفَانٍ وَ ثَبَاتِهِ.

فَلَمَّا سَكَنَ هَيْجُ المَاءِ مِنْ تَحْتِ
أَكْنَافِهَا، وَ حَمَلَ شَوَاهِقَ الجِبَالِ الشُّمُوحِ
البُدُخِ عَلَى أَكْتَافِهَا، فَجَرَ يَنَابِيعَ العُيُونِ
مِنْ عَرَائِنِ أُنُوفِهَا، وَ فَرَّقَهَا فِي سُهُوبِ
بَيْدِهَا وَ أَخَادِيدِهَا، وَ عَدَلَ حَرَكَاتِهَا
بِالرَّاسِيَّاتِ مِنْ جَلَامِيدِهَا، وَ ذَوَاتِ
الشَّنَاخِيْبِ الشُّمِّ مِنْ صَيَاخِيْدِهَا،
فَسَكَنتُ مِنَ المِيدَانِ لِوُسُوبِ الجِبَالِ فِي
قِطْعِ أَدْيِهَا، وَ تَغْلَغَلَهَا مُتَسَرِّبَةً فِي جُوبَاتِ
خِيَاشِيْمِهَا، وَ رُكُوبَهَا أَعْنَاقَ سُهُولِ
الأَرْضِيْنَ وَ جَرَائِيْمِهَا،

وَ فَسَحَ بَيْنَ الجَوِّ وَ بَيْنِهَا، وَ أَعَدَّ الهَوَاءَ
مُتَنَسِّمًا لِلسَّاكِنِهَا، وَ أَخْرَجَ إِلَيْهَا أَهْلَهَا عَلَى
تَمَامِ مَرَاْفِقِهَا.

ثُمَّ لَمْ يَدْعُ جُرُزَ الأَرْضِ الَّتِي تَقْصُرُ
مِيَاهُ العُيُونِ عَنْ رَوَابِيْهَا، وَ لَا تَجِدُ
جَدَاوِلَ الأَنْهَارِ ذَرِيْعَةً إِلَى بُلُوْغِهَا، حَتَّى

کیس جو مردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں اور اس سے گھاس پات اُگاتی ہیں۔ اس نے ابر کی بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو یکجا کر کے اُبر محیط بنایا اور جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آگئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید اُبروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کیلئے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینے کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسار ہی تھیں۔

جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدالدا لیا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اللہ نے اُفتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اُگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا۔ زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان ٹگنوں کی اوڑھنیوں سے جو اسے اوڑھادی گئی تھیں اور ان ٹگفتہ و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنا دیئے گئے تھے، اترانے لگی۔ اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپائیوں کا رزق قرار دیا ہے اور اسی نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کیلئے روشنی کے مینار نصب کئے ہیں۔

جب اللہ نے فرشِ زمین بچھا لیا اور اپنا کام پورا کر لیا تو آدم علیہ السلام کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں برگزیدہ ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیا اور انہیں نوعِ انسانی کی فرداؤل قرار دیا اور انہیں اپنی جنت میں ٹھہرایا جہاں دل کھول کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا اور جس سے منع کرنا

أَنْشَأَ لَهَا نَاشِئَةً سَحَابٌ تُحْيِي مَوَاتَهَا،
وَتَسْتَخْرِجُ نَبَاتَهَا. أَلْفَ غَمَامَهَا بَعْدَ
افْتِرَاقِ لُجَعِهِ، وَ تَبَائِنِ قَرْعِهِ.
حَتَّى إِذَا تَخَصَّصَتْ لُجَّةُ الْمُنِّ فِيهِ،
وَ التَّمَعَ بَرَقُهُ فِي كَفِّهِ، وَ لَمْ يَنْمَ وَ مِيضُهُ
فِي كَنْهَوْرِ رَبَابِهِ، وَ مُتَرَكِمِ سَحَابِهِ،
أَرْسَلَهُ سَحًّا مُتَدَارِكًا، قَدْ أَسْفَّ هَيْدَبُهُ،
تَسْرِيهِ الْجُنُوبُ دَرَرَ أَهَاضِيْبِهِ،
وَ دَفَعَ شَائِيْبِهِ.

فَلَمَّا أَلْقَتِ السَّحَابُ بَرَكًا بِوَانِيْهَا، وَ
بَعَاغَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ مِنَ الْعَبَّءِ الْمَحْمُولِ
عَلَيْهَا، أَخْرَجَ بِهِ مِنْ هَوَامِدِ الْأَرْضِ
النَّبَاتَ، وَ مِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْأَعْشَابَ،
فَهِيَ تَبْهَجُ بِزِينَةِ رِيَاضِهَا، وَ تَزْدَهِي بِمَا
أُلْبِسْتُهُ مِنْ زَيْطٍ أَرَاهِيْرِهَا، وَ حَلِيَّةِ مَا
سَبَطَتْ بِهِ مِنْ نَاضِرِ أَنْوَارِهَا، وَ جَعَلَ ذَلِكَ
بَلَاغًا لِلْأَنَامِ، وَ رِزْقًا لِلْأَنْعَامِ، وَ حَرَقَ
الْفَجَاحَ فِي أَفَاقِهَا، وَ أَقَامَ الْمَنَارَ لِلسَّالِكِيْنَ
عَلَى جَوَادِ طُرُقِهَا.

فَلَمَّا مَهَدَ أَرْضَهُ، وَ أَنْفَذَ أَمْرَهُ، اخْتَارَ
أَدَمَ عليه السلام، خَيْرَةَ مَنْ خَلَقَهُ، وَ جَعَلَهُ أَوَّلَ
جِبَلْتِهِ، وَ أَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ، وَ أَرَعَدَ فِيْهَا أَكْلَهُ،
وَ أَوْعَزَ إِلَيْهِ فِيْمَا نَهَاهُ عَنْهُ،

تھا اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا اور یہ بتا دیا تھا کہ اس کی طرف قدم بڑھانے میں عدول حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے، لیکن جس چیز سے انہیں روکا تھا انہوں نے اسی کا رخ کیا، جیسا کہ پہلے ہی سے اس کے علم میں تھا۔ چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اتار دیا، تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر رحمت پیش کرے۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اٹھالینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربوبیت کی دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کیلئے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا، یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وہ حجت (پوری طرح) تمام ہو گئی اور حجت پورا کرنا اور ڈرا دیا جانا اپنے نقطہ اختتام کو پہنچ گیا۔

اس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں، (کسی کیلئے) زیادہ اور (کسی کیلئے) کم اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا۔ اس طرح کہ اس نے جس جس صورت سے چاہا امتحان لیا ہے۔ رزق کی آسانی یا دشواری کے ساتھ اور مال دار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے۔ پھر اس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلامتیوں میں نئی آفتوں کے دغدنغے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصہ کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔

اس نے زندگی کی (مختلف) مدتیں مقرر کی ہیں، کسی کو زیادہ، کسی کو کم، کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے اور ان مدتوں کی رسیوں کی

وَ أَعْلَمَهُ أَنْ فِي الْإِقْدَامِ عَلَيْهِ التَّعَرُّضُ
لِمُعَصِبَتِهِ، وَ الْمُخَاطَرَةُ بِمَنْزِلَتِهِ
فَاقْدَمَ عَلَى مَا نَهَاهُ عَنْهُ .
مُؤَافَاةً لِّسَابِقِ عَلَيْهِ . فَاهْبَطَهُ بَعْدَ
التَّوْبَةِ لِيَعْمَرَ أَرْضَهُ بِنَسْلِهِ،
وَ لِيُقِيمَ الْحُجَّةَ بِهِ عَلَى عِبَادِهِ،
وَ لَمْ يُخْلِهِمْ بَعْدَ أَنْ قَبَضَهُ، مِمَّا يُؤَكِّدُ
عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رَبُّوبِيَّتِهِ، وَ يَصِلُ
بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، بَلْ تَعَاهَدَهُمْ
بِالْحُجَجِ عَلَى أَلْسِنِ الْخَيْرَةِ مِنْ أَنْبِيَائِهِ، وَ
مُتَحَبِّبِي وَدَائِعِ رِسَالَتِهِ، قَرْنَا فَقَرْنَا، حَتَّى
تَمَّتْ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ حُجَّتُهُ، وَ بَلَغَ
الْمُقْطَعُ عُدْرَةَ وَ نُذْرُهُ.

وَ قَدَّرَ الْأَرْزَاقَ فَكَثَّرَهَا وَ قَلَّلَهَا، وَ
قَسَمَهَا عَلَى الضِّيْقِ وَ السَّعَةِ
فَعَدَلَ فِيهَا لِيَبْتَلِيَ مَنْ أَرَادَ بِمَبْسُورِهَا وَ
مَعْسُورِهَا، وَ لِيَخْتَبِرَ بِذَلِكَ الشُّكْرَ وَ
الصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَ فَقِيرِهَا، ثُمَّ قَرَنَ
بِسَعَتِهَا عَقَابِينَ فَاقْتَبَهَا، وَ بِسَلَامَتِهَا
طَوَارِقَ أَفَاتِهَا، وَ بِفَرْجِ أَفْرَاجِهَا
غُصَصَ أَتْرَاجِهَا.

وَ خَلَقَ الْأَجَالَ فَكَاطَأَهَا وَ قَصَّرَهَا،
وَ قَدَّمَهَا وَ أَخَّرَهَا، وَ وَصَلَ بِالْمَوْتِ

موت سے گرہ لگا دی ہے اور وہ موت ان کو کھینچنے لئے جاتی ہے اور ان کے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔

وہ بھید چھپانے والوں کی نیتوں کا، کھسر پھسر کرنے والوں کی سرگوشیوں، منظون اور بے بنیاد خیالوں، دل میں جھے ہوئے یقینی ارادوں، پلکوں (کے نیچے) کھکیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور (ان آوازوں کا سننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سننے کیلئے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاموں سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے (درد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سننے والا ہے اور سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے نشوونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور ان کے نشیبوں میں وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں چھڑوں کے سر چھپانے کے سوراخوں اور شاخوں میں پتیوں کے پھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گزر گاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اٹھنے والے ابر کے لکوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ جھے ہوئے ابروں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے اور ریگ (بیابان) کے ذرے جنہیں باد گولوں نے اپنے دامنوں سے اڑایا ہے اور وہ نشانات جنہیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹا ڈالا ہے، اس کے علم میں ہیں اور ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پرو بال رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسوں کی اندھیاریوں میں چھپانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سپیوں

أَسْبَابَهَا، وَجَعَلَهُ خَالِجًا لِأَشْطَانِهَا، وَقَاطِعًا لِمَرَآئِرِ أَقْرَانِهَا.

عَالِمُ السِّرِّ مِنْ صَمَائِرِ الْمُضِرِّينَ، وَ نَجْوَى الْمُتَخَافَتَيْنِ، وَ خَوَاطِرِ رَجْمِ الطُّنُونِ، وَ عَقْدِ عَزِيمَاتِ الْيَقِينِ، وَ مَسَارِقِ إِبْيَاضِ الْجُفُونِ، وَ مَا ضَبَّتْهُ أَكْنَانُ الْقُلُوبِ وَ غِيَابَاتِ الْغُيُوبِ، وَ مَا أَصَعَتْ لِاسْتِرَاقِهِ مَصَائِحُ الْأَسْبَاحِ، وَ مَصَائِفِ الذَّرِّ، وَ مَشَاقِ الْهُوَامِّ، وَ رَجْعِ الْحَنِينِ مِنَ الْمُوَاهَاتِ، وَ هَمْسِ الْأَقْدَامِ، وَ مُنْفَسِحِ الثَّمَرَةِ مِنْ وَلَايِحِ غُلْفِ الْأَكْبَامِ، وَ مُنْقَمِعِ الْوُحُوشِ مِنْ غِيْبَانِ الْجِبَالِ وَ أَوْدِيَّتِهَا، وَ مُخْتَبِا الْبُعُوضِ بَيْنَ سُوقِ الْأَشْجَارِ وَ الْحَيِّتِهَا، وَ مَعْرَزِ الْأُورَاقِ مِنَ الْأَفْتَانِ، وَ مَحْطِ الْأَمْشَاجِ مِنْ مَسَارِبِ الْأَصْلَابِ، وَ نَاشِئَةِ الْغُيُومِ وَ مُتَلَا حِيْمَهَا، وَ دُرُورِ قَطْرِ السَّحَابِ فِي مُتْرَا كِيْمَهَا، وَ مَا تَسْفِي الْأَعَاصِيْرُ بِذُبُؤْلِهَا، وَ تَعْفُو الْأَمْطَارُ بِسَيُؤْلِهَا، وَ عَوْمِ بَنَاتِ الْأَرْضِ فِي كُتُبَانِ الرِّمَالِ، وَ مُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْأَجْنِحَةِ بِدُرَى شَنَاخِيْبِ الْجِبَالِ، وَ تَعْرِيدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِي دِيَا جِيْرِ الْأَوْكَارِ، وَ مَا أَوْعَبَتْهُ الْأَصْدَافُ، وَ حَصَنْتْ عَلَيْهِ

نے سمیٹ رکھا ہے اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات (کی تاریک چادروں) نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہے اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں اور کبھی نور کے دھارے بہہ نکلتے ہیں پہچانتا ہے۔ وہ ہر قدم کا نشان، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر لفظ کی گونج، ہر ہونٹ کی جنبش، ہر جاندار کا ٹھکانا، ہر ذرے کا وزن اور ہر جی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہے، سب اس کے علم میں ہے۔ وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتہ، یا نطفے یا نحمد خون کا ٹھکانا اور لو تھڑایا (اس کے بعد) بننے والی مخلوق اور پیدا ہونیوالا بچہ۔

(ان چیزوں کے جاننے میں) اسے کلفت و تعب اٹھانا نہیں پڑی اور نہ اسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سستی اور تھکن لاحق ہوئی، بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز اس کے شمار میں ہے۔ اس کا عدل ہمہ گیر اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے اور اس کے ساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اے خدا! تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے۔ اگر تجھ سے آس لگائی جائے تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے اُمیدیں باندھی جائیں تو تو بہترین چشمہ امید ہے۔

تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جس سے تیرے علاوہ کسی کی مدح اور ستائش نہیں کرتا ہوں اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو ناامید یوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے

أَمْوَاجِ الْبِحَارِ، وَ مَا غَشِيَتْهُ سُدْفَةٌ لَيْلٍ،
أَوْ ذَرٌّ عَلَيْهِ شَارِقُ نَهَارٍ، وَ مَا اعْتَقَبَتْ
عَلَيْهِ أَطْبَاقُ الدِّيَابِجِيِّرِ، وَ سُبْحَاتُ التُّورِ،
وَ أَثَرُ كُلِّ خَطْوَةٍ، وَ حِسُّ كُلِّ حَرَكَةٍ،
وَ رَجْعُ كُلِّ كَلِمَةٍ، وَ تَحْرِيكَ كُلِّ شَفَةِ، وَ
مُسْتَقَرُّ كُلِّ نَسَمَةٍ، وَ مِثْقَالُ كُلِّ ذَرَّةٍ، وَ
هَبَاهِمِ كُلِّ نَفْسٍ هَامَّةٍ، وَ مَا عَلَيْهَا
مِنْ ثَمَرٍ شَجَرَةٍ، أَوْ سَاقِطٍ وَرَقَةٍ، أَوْ قَرَارَةٍ
نُظْفَةٍ، أَوْ نُقَاعَةٍ دَمٍ وَ مُضْغَةٍ، أَوْ نَاشِئَةٍ
خَلْقٍ وَ سَلَالَةٍ.

لَمْ تَدْحَقْهُ فِي ذَلِكَ كُفَّةً، وَ لَا اعْتَرَضَتْهُ
فِي حِفْظِ مَا ابْتَدَعَ مِنْ خَلْقِهِ عَارِضَةٌ، وَ لَا
اعْتَوَرَتْهُ فِي تَنْفِيذِ الْأُمُورِ وَ تَدَابِيرِ
الْمَخْلُوقِينَ مَلَائَةٌ وَ لَا فَتَوْرَةٌ، بَلْ نَفَذَهُمْ
عَلَيْهِ، وَ أَحْصَاهُمْ عَدًّا، وَ وَسَعَهُمْ عَدْلُهُ، وَ
عَمَرَهُمْ فَضْلُهُ، مَعَ تَقْصِيرِهِمْ عَنْ كُنْهِ
مَا هُوَ أَهْلُهُ.

اللَّهُمَّ أَنْتَ أَهْلُ الْوَصْفِ الْجَمِيلِ،
وَ التَّعْدَادِ الْكَثِيرِ، إِنْ تَوَمَّلْ فَخَيْرٌ مَّا مَوْلٍ،
وَ إِنْ تُرْجَعْ فَأَكْرَمُ مَرْجُوءٍ.

اللَّهُمَّ وَ قَدْ بَسَطْتَ لِي فِيهَا لَا أَمْدَحُ بِهِ
غَيْرَكَ، وَ لَا أَثْنِي بِهِ عَلَى أَحَدٍ سِوَاكَ، وَ لَا
أُوجِّهُهُ إِلَى مَعَادِنِ الْخَيْبَةِ وَ مَوَاضِعِ الرِّيبَةِ،

مقامات ہیں، تو نے میری زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثنا سے ہٹا لیا ہے۔

بار الہا! ہر ثنا گستر کیلئے اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور عطا و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں، یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پیادے والا ہے۔

خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا، میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے، تیری ہی بخششوں اور کامرانیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہو سکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہے، ہمیں تو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دوسروں کی طرف دست طلب بڑھانے سے بے نیاز کر دے، ”تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“۔

--☆☆--

-----☆☆-----

ط اس خطبہ کا نام ”خطبہ اشباح“ ہے۔ ”اشباح“ شج کی جمع ہے جس کے معنی ڈھانچے کے ہوتے ہیں، چونکہ اس میں ملائکہ اور مختلف قسم کے پیکروں کا تذکرہ ہے، اس لئے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مسعدہ ابن صدقہ عبدی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: جب حضرتؑ سے سوال کیا تو فرمایا کہ اس کا سوال تکلیف شرعی سے غیر متعلق اور حدود امکان سے باہر تھا۔

ط خداوند عالم رزق کا ضامن اور روزی کا فیل ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾

ز زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ لیا ہو۔ ط

لیکن اس کے ضامن رزق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے سب کیلئے زندگی و معیشت کے سر و سامان مہیا کر دیئے ہیں اور جنگلوں،

پہاڑوں، دریاؤں، معدنوں اور زمین کی وسعتوں میں سب کا حصہ یکساں رکھا ہے اور ہر ایک کو ان سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا ہے۔ اس کے انعامات کسی ایک سے مخصوص نہیں ہیں اور نہ اس کے رزق کا دروازہ کسی کیلئے بند ہے۔

چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿كُلًّا مُّمِدًّا هُوَ لَآءٍ وَهُوَ لَآءٍ مِنْ عَطَايَ رَبِّكَ ۗ وَمَا كَانَ عَطَايَ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝۱۰﴾

ہم ان کی اور ان کی تمہارے پروردگار کی بخششوں سے مدد کرتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی کیلئے بند نہیں۔ ۱۰۔

اب اگر کوئی تن آسانی و سہولت پسندی کی وجہ سے ان چیزوں کو حاصل نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائے تو ایسا نہیں کہ گھر بیٹھے روزی پہنچ جایا کرے۔ اس نے تو زمین پر گونا گوں نعمتوں کے خزان چن دیئے ہیں، لیکن انہیں حاصل کرنے کیلئے ہاتھ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ سمندر کی نہ میں موتی بکھیر دیئے ہیں، لیکن انہیں نکلنے کیلئے غوطہ زنی کی حاجت ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں لعل و جواہر بھر دیئے ہیں، لیکن کوہ بٹی کے بغیر ان تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ زمین میں نمو کے خزانے موجود ہیں، مگر تخم پاشی کے بغیر ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ دنیا میں چوہرہ رزق کے انبار بکھرے ہوئے ہیں، مگر سفر کی مشقتوں کے بغیر انہیں سمیٹا نہیں جاسکتا۔

چنانچہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمْشُوا فِي مَمَّا كَيْهَآوُ كَلْمًا مِنْ رِزْقِهِ ۗ﴾

زمین کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو، اور اس کا رزق کھاؤ۔ ۱۱۔

اس کے ”رازق“ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ نہ کدو کاوش کرنا پڑے، نہ تلاشِ معاش میں گھر سے نکلنا پڑے اور خود بخود روزی پہنچ جایا کرے۔ بلکہ رازق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے زمین میں نشوونما کی صلاحیت پیدا کی، روئیدگی کیلئے بادل برسائے، پھل، سبزیاں اور غلے پیدا کئے۔ یہ سب تو اللہ کی طرف سے ہے، لیکن ان کا حاصل کرنا انسان کی سعی و عمل سے وابستہ ہے۔ جو جدوجہد کرے گا وہ اپنی کوشش و ریاضت کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوگا اور جو اپنی کوشش سے ہاتھ اٹھالے گا وہ اپنی سستی و کوتاہی کے نتائج سے دوچار ہوگا۔ چنانچہ قدرت کا ارشاد ہے:

﴿وَ أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى ۝﴾

انسان کو وہی حاصل ہوتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ ۱۲۔

نظام قدرت اسی پر قائم ہے کہ ”بوؤ اور کالو“ اور بوئے بغیر روئیدگی کی امید رکھنا اور کئے بغیر نتائج کی آس لگانا غلط ہے۔ اعضا و جوارح ہیں ہی اس لئے کہ انہیں برسر عمل رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت باری کا جناب مریم علیہا السلام سے خطاب ہے:

۱۰۔ سورہ: بنی اسرائیل، آیت ۲۰۔

۱۱۔ سورہ ملک، آیت ۱۵۔

۱۲۔ سورہ نجم، آیت ۳۹۔

﴿وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجُدِّكِ النَّخْلَةِ لِتَلْقَطِي لَهَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا طَبَّابًا جَبِيًّا ۗ فَكُلُوا وَاشْكُرُوا لِي قَوْمِي عَيْنًا ۗ﴾

تم خرّمے کے درخت کا تنہ اپنی طرف بلاؤ، تم پر پکے ہوئے خرّمے گریں گے، انہیں کھاؤ اور (چشمے کا پانی) پیو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ ۱

قدرت نے حضرت مریم علیہا السلام کیلئے کھانے پینے کا سامان مہیا کر دیا، لیکن ایسا نہیں کیا کہ خرّموں کو درخت سے اتار کر ان کی جھولی میں ڈال دیا ہو، کیونکہ جہاں تک رزق کے پیدا کرنے کا تعلق ہے وہ اسی کا کام ہے، اس لئے درخت کو سرسبز و شاداب کیا، اس میں پھل لگائے اور پھلوں کو پختہ کر دیا۔ لیکن جب انہیں اتارنے کی نوبت آتی ہے تو قدرت دخل نہیں دیتی۔ صرف حضرت مریم علیہا السلام کو ان کا کام یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو بلائیں اور اپنے رزق کو حاصل کریں۔

اگر اس کی راز قیت کے یہی معنی ہیں کہ ”جو دیتا ہے وہی دیتا ہے اور جو ملتا ہے اسی کی طرف سے ملتا ہے“ تو پھر انسان جو کچھ بھی کھائے کمائے گا اور جس طرح بھی حاصل کرے گا، وہ اس کیلئے حلال ہی ہو گا۔ خواہ چوری سے حاصل ہو یا رشوت سے، ظلم سے حاصل ہو یا غصب سے۔ کیونکہ یہ اللہ کا فعل اور اس کا دیا ہوا رزق ہو گا جس میں انسان کے اختیار کا کچھ دخل نہ ہو گا اور جہاں کوئی چیز اختیار کے حدود سے باہر ہو اس کیلئے حلال و حرام کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس سے کسی قسم کی باز پرس ہوتی ہے، اور جب ایسا نہیں بلکہ اس سے حلال و حرام کا تعلق ہوتا ہے تو پھر اسے انسانی اعمال سے متعلق ہونا چاہئے تاکہ اس سے پوچھا جاسکے کہ اس نے حلال طریقہ سے حاصل کیا ہے یا حرام طریقہ سے۔ البتہ جہاں اس نے اکتساب رزق کی قوتیں ہی نہیں دیں وہاں رزق رسانی کا ذمہ خود لیا ہے۔ چنانچہ شکم مادر میں جنین کیلئے غذا کے پہنچانے کا سر و سامان کیا جو اس کی ضرورت اور احتیاج کے مطابق اسے ملتا رہتا ہے، لیکن جب یہی بچہ کارگاہ ہستی میں قدم رکھتا ہے اور ہاتھ پیر بلائے کی سکت اس میں آجاتی ہے تو پھر منہ بلائے بغیر اپنے سر چشمہ رزق سے غذا حاصل نہیں کر سکتا۔

۲۳ کائنات ہستی کے نظم و نسق میں جس طرح نتائج کے ترتیب کو انسانی کارگزاریوں سے وابستہ کیا ہے جس سے قوت عمل باطل نہیں ہوتی، اسی طرح ان مساعی کی کامیابی و ناکامی کو اپنی مشیت کا پابند بھی بنایا ہے تاکہ انسان اپنی طاقت عمل پر بھروسہ کر کے خالق کو نہ بھول جائے۔ یہی ”جبر و تفویض“ کے درمیان ”امر بین الامرین“ کا لفظ ہے۔ چنانچہ جس طرح تمام کائنات میں قدرت کا ہمہ گیر اور محکم قانون کام کر رہا ہے، اسی طرح رزق کی پیداوار اور اس کی تقسیم بھی تدبیر و تقدیر دونوں کی کار فرمائی کے ساتھ اس کے ٹھہرائے ہوئے اندازے کے مطابق ہوتی ہے جو انسانی نتائج عمل کے تناسب اور پھر اس کی حکمت و مصلحت کی کار فرمائی کی وجہ سے کہیں کم ہے اور کہیں زیادہ۔ اب چونکہ سامان معیشت کا وہی خالق و موجد ہے اور اکتساب رزق کی قوتیں اس کی بخشی ہوئی ہیں، اس لئے رزق کی کمی و بیشی کی نسبت اسی کی طرف دی گئی ہے کہ اس نے سعی و عمل کے اختلاف اور مصالح عباد کے پیش نظر رزق کے الگ الگ معیار اور مختلف پیمانے مقرر کئے ہیں۔ کہیں افلاس ہے اور کہیں خوش حالی، کہیں تکلیف ہے اور کہیں راحت، کوئی مسرت و اطمینان کے گوارے میں جھول رہا ہے اور کوئی فقر و ناداری کی سختیاں جھیل رہا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۰﴾

اللہ جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، بیشک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

امیر المؤمنین علیؑ نے خطبہ ۲۳ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ كَقَطْرَاتِ الْمَطَرِ إِلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قَسَمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ أَوْ نَقْصَانٍ.

ہر شخص کے مقوم میں جو کم یا زیادہ ہے اسے لے کر فرمانِ قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرے۔

چنانچہ جس طرح بارش کے فیضان کا ایک نظم و انضباط ہے کہ سطح سمندر سے بخارات اٹھیں اور پانی کے ذخیرے اٹھائے ہوئے فضا میں گھنگور گھٹائی صورت میں پھیل جائیں اور قطرہ قطرہ کر کے اس طرح ٹپکیں کہ قطروں کے تار بندھ جائیں اور میدانی زمینوں اور بلند ٹیلوں کی رگوں اور نوسوں کو سیراب کرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں اور جہاں نشیب ہو پانی کے خزانے جمع کرتے رہیں تاکہ پیا سے آ کر پیئیں، جانور سیراب ہوں اور سوکھی زمینوں کی اس سے آبیاری ہو، یونہی اللہ سبحانہ نے زندگی و معیشت کے تمام سر و سامان مہیا کر رکھے ہیں، لیکن اس کی بخشش کا ایک مقررہ اندازہ ہے جس میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا چنانچہ ارشاد قدرت ہے:

﴿وَأَن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خِزْيَةٌ وَمَا نُنزِلُ إِلَّا بِالْقَدْرِ مَعْلُومٍ ۝۱۱﴾

کوئی چیز ایسی نہیں جس کے (بھر پور) خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں، لیکن ہم ہر چیز کو مقررہ پیمانے پر بھیجتے ہیں۔

اگر انسان کی بڑھتی ہوئی طمع و حرص کے پیمانے چھلکنے لگیں تو جس طرح بارش کی فراوانی، رونمائی اور شادابی کے بجائے فصلیں تباہ کر دیتی ہے، یونہی سامانِ معیشت و ضروریاتِ زندگی کی کثرت، انسان کو اللہ سے بے نیاز اور بغاوت و سرکشی پر آمادہ کر دے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِن يُّنزِلُ بِالْقَدْرِ مِمَّا يَشَاءُ ۗ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ

خَبِيرٌ مُّبْصِرٌ ۝۱۲﴾

اگر خدا اپنے بندوں کی روزی میں فراخی کر دے تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگیں۔ وہ تو ایک اندازے پر جس کیلئے جتنا

چاہتا ہے بھیجتا ہے اور وہ اپنے بندوں (کی مصلحتوں) سے واقف اور ان پر نظر رکھتا ہے۔ ۱

اور اگر رزق میں کمی کر دے تو جس طرح بارش کارک جاننا زمین کو بخر اور چوپاؤں کو ہلاک کر دیتا ہے، یونہی ذرائع رزق کی بندش سے انسانی معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے اور زندگی و معیشت کا کوئی سر و سامان باقی نہ رہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿اَمِّنْ هَذَا الَّذِي يَزُفُّكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رُزُقَهُ﴾

اگر خدا اپنی روزی کو روک لے تو کون ایسا ہے جو تمہیں روزی دے۔ ۲

لہذا اس حکیم و دانانے ایک متناسب و معتدل طریقہ پر نظام رزق جاری کیا ہے اور رزق و روزی کی اہمیت ظاہر کرنے اور ایک کو دوسرے سے مرتبط رکھنے کیلئے رزق کی تقسیم میں تفرقے پیدا کر دیئے ہیں۔ یہ تفرقہ اور غیر مساویانہ تقسیم کبھی خود انسانی مساعی کے اختلاف کا نتیجہ ہوتی ہے اور کبھی نظام عالم کے مجموعی مفاد اور اس کی حکمت و مصلحت کی کار فرمائی کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اگر فقر و احتیاج میں نادار کے صبر و استقلال کا امتحان لیا ہے تو ثروت و دولت میں دولت مند کے شکر اور ادائیگی حقوق کی کڑی آزمائش ہے کہ وہ فقراء و مساکین کے حقوق ادا کرتا ہے یا نہیں، ناداروں اور فاقہ کشوں کی خبر لیتا ہے یا نہیں۔ اور پھر جہاں دولت ہوگی، طرح طرح کے خطرات بھی پیدا ہوں گے، کبھی مال و جائیداد کیلئے خطرہ ہوگا، کبھی فقر و افلاس کا کھٹکا ہوگا۔ چنانچہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ جو دولت کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے کو زیادہ مطمئن اور خوش پاتے ہوں گے۔ ان کے نزدیک یہ بے سر و سامانی اور بے مائیگی اس دولت سے کہیں زیادہ بہتر ہوگی جو ان کے آرام و اطمینان کو چھین لے اور کبھی یہی دولت جسے انسان جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے اس کی جان جانے کا سبب بن جاتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب تک دولت نہ تھی، اخلاق محفوظ تھے، سیرت بے داغ تھی اور ادھر مال و دولت کی فراوانی ہوئی کہ اخلاق تباہ ہو گئے، کردار بگڑ گیا۔ اب شراب کا دور بھی ہے، مہوشوں کا جھگٹا بھی ہے، نغمہ و سرود کی بزم بھی ہے۔ اس صورت میں دولت کا نہ ہونا ہی ایک نعمت تھا، لیکن انسان اللہ کی مصلحت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے چیخ اٹھتا ہے اور وقتی تکلیف سے متاثر ہو کر شکوہ و شکایت پر اتر آتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ کتنی برائیوں سے اس کا دامن بچا رہا ہے کہ جو دولت کے ہونے کی وجہ سے پیدا ہو سکتی تھیں، لہذا دولت اگر راحت کی کفیل ہے تو فقر اخلاق کا بگڑبان ہے۔

۳ امیر المؤمنین علیؑ نے جس اعجازی بلاغت کے ساتھ خداوند عالم کے عالم جزئیات ہونے پر روشنی ڈالی ہے اور جن پر شکوہ لفظوں کے ساتھ اس کے علم کی ہمہ گیری کی تصویر کھینچی ہے، وہ منکر کے ذہن کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے:

لَوْ سَمِعَ هَذَا الْكَلَامَ أَرَسُطُو طَالِبِئِسُ الْقَائِلُ بِأَنَّكَ تَعَالَى لَا يَعْلَمُ الْجُزْئِيَّاتِ لِحَشَعِ قَلْبِهِ وَ قَفَّ شَعْرُهُ وَ أَصْطَرَبَ فِكْرُهُ، أَلَا تَرَى مَا عَلَيْهِ مِنَ الرُّوَاءِ وَ الْمَهَابَةِ وَ الْعِظَمَةِ وَ النِّفَاحَةِ وَ الْمَتَانَةِ وَ الْجَزَالَةِ مَعَ مَا قَدْ أُشْرِبَ مِنَ الْحَلَاوَةِ وَ الطَّلَاوَةِ وَ اللُّطْفِ وَ السَّلَاسَةِ، لَا آزَى

۱۔ سورہ شوریٰ، آیت ۲۷۔

۲۔ سورہ ملک، آیت ۲۱۔

كَلَامًا يَّشْبَهُ هَذَا إِلَّا أَنْ يَكُونُ كَلَامَ الْمُخَالِقِ سُبْحَانَهُ، فَإِنَّ هَذَا الْكَلَامَ نَبْعَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَجَدْوَلٌ مِّنْ ذَلِكَ الْبَحْرِ وَجَدْوَةٌ مِّنْ تِلْكَ النَّارِ.

اگر اسطاطا لیس کہ جو خداوند عالم کے عالم جزئیات ہونے کا منکر ہے، اس کلام کو سنے تو اس کا بھی دل جھک جائے، رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور خیالات میں انقلاب پیدا ہو جائے۔ کیا اس کلام کی آب و تاب، دبدبہ و طنطنہ، شکوہ و جلال اور متانت و چمکنیگی تم نہیں دیکھتے اور ان اوصاف کے علاوہ اس میں شیریں بیانی، رنگینی، لطافت اور سلاست کے جوہر نمایاں ہیں۔ مجھے تو کوئی کلام اس سے ملتا ہلکا ہوا نظر نہیں آتا۔ ہاں! اگر کوئی کلام اس سے میل کھاتا ہے تو وہ خالق کلام کا کلام ہے اور اس میں تعجب ہی کیا ہے، جبکہ یہ اسی شجر کی بلند شاخ، اسی دریا کی جدول اور اسی تجلی کا پرتو ہے۔

جن لوگوں نے صرف اسے عالم کلیات مانا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ جزئیات میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے، لہذا اسے عالم جزئیات ماننے کی صورت میں اس کے علم کو بھی متغیر ماننا پڑے گا اور علم چونکہ عین ذات ہے لہذا ذات بھی تغیرات کی آماجگاہ بن جائے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حادث قرار پا کر اپنی قدامت کو کھو بیٹھے گا۔

مگر یہ ایک ظاہر فریب مغالطہ ہے۔ اس لئے کہ تغیر معلوم سے تغیر علم اس وقت لازم آتا ہے کہ جب یہ مانا جائے کہ اسے ان تغیرات کا علم نہیں اور اگر تمام تغیر و تبدل کی صورتیں اس کے سامنے آئیں تو کوئی وجہ نہیں کہ تغیر معلومات سے اس کے علم کو بھی تغیر پذیر سمجھا لیا جائے جب کہ یہ تغیر صرف معلوم تک محدود ہے اور علم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆